بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمجات پارہ ہفتم

ضمیمہ نوٹ نمبر۱ متعلق صفحہ ۱۹۳

قریش کو جس وقت حضرت جعفرؓ اور دوسرے مسلمانوں کے سوار ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے عمروؓ ابن العاص اور عمارہ ابن الولید کو نجاشی بادشاہِ حبشہ کے پاس بھیجنا چاہا تاکہ وہ اِن مسلمانوں کو کفارِ قریش کے پاس واپس بھیجدے اور عمروؓ اور عمارہ دونوں میں آپس میں عداوت تھی اور اِن کے مقابل قبیلوں کو بھی شکایت تھی اسی وجہ سے قریش میں سے بعض نے اعتراضانہ یہ کہا کہ ایسے دو شخصوں کو ہم کیونکر بھیج سکتے ہیں جو آپس میں بھی دشمن ہیں اور قبیلوں کے بھی قصوروار ہیں چنانچہ بنی مخزوم نے عمارہ کے قصور سے درگزر کی اور بنی سہم نے عمرو ابن العاص کے قصور سے دست برداری کی اب عمارہ جو نہایت ہی خوبصورت جوان تھا اِدھر سے اِتراتا ہوا نِکلا اور اُدھر سے عمرو ابن العاص مع اپنے سب کنبہ کے آیا۔ جہاز پر سوار ہوئے اور خوب ڈٹ ڈٹ کر شرابیں پیں اور حالتِ نشہ میں عمارہ نے عمرو ابن العاص سے کہا کہ اپنی زوجہ سے کہو کہ وہ میرے بوسے لے عمروؔ نے کہا واہ واہ یہ کیسے ہوسکتا ہے اِس پر عمارہ تو چپ رہا مگر جب عمرو کو خوب نشہ ہوگیا تو اُس وقت وہی جہاز کے بیچوں بیچ تھا تو عمارہ نے اُسے دھکا دیکے سمندر میں پھینکدیا۔ عمرو سے جس طرح بن پڑا جہاز سے آچمٹا آخر اور لوگوں نے اُسے پکڑ لیا اور نکال لیا۔ اب جب یہ نجاشی کے پاس پہنچے تو جو ہدیے اور تحفے اُس کے لئے لائے تھے وہ سب لیکر اُسکی حضور میں گئے اُس نے وہ منظور کئے۔ اب عمروؓ ابن العاص نے تقریر شروع کی کہ اے بادشاہ ہماری قوم میں سے کچھ لوگ ہمارے دین میں ہمارے مخالف ہوگئے ہیں اور اُنہوں نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دینی شروع کی ہیں اور اب وہ سب بھاگ کر حضور کی پناہ میں آگئے ہیں لہذا ہم ملتجی ہیں کہ اُن کو ہمارے حوالے کردیا جائے۔ بادشاہ نجاشی نے یہ سُنکر حضرت جعفرؓ طیار کو بُلایا جب وہ آگئے تو بادشاہ نے کہا کہ اے جعفرؓ دیکھو یہ لوگ کیا کہتے ہیں؛ جعفرؓ نے عرض کی کہ اے بادشاہ آپ ہی فرمائیں کہ کیا کہتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ ہم سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم آپ لوگوں کو اِنکے حوالے کردیں۔ حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ اے بادشاہ آپ اِن سے دریافت کریں کہ آیا ہم اِنکے غلام ہیں؛ عمروؔ نے کہا کہ نہیں بلکہ نہایت معزز آزاد لوگ ہیں۔ فرمایا تو آیا اِس کا کوئی قرض ہمارے ذمہ ہے جس کا یہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ عمروؔ نے کہا کہ نہیں ہمارا ان پر کوئی قرضہ نہیں ہے۔ جعفرؓ نے فرمایا کہ آیا ہمارے ذمے اِن لوگوں کے کچھ خون ہیں جن کا یہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں؛ عمروؔ نے کہا کہ نہیں۔ حضرت جعفرؓ

نے فرمایا تو پھر تم ہم سے اور کیا چاہتے ہو تم نے ہم کو ستایا ہم تمہارے شہر سے نکلکر چلے آئے۔ عمرو ابن العاص نے عرض کی کہ اے بادشاہ ان لوگوں نے ہمارے دین میں ہماری مخالفت کی اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں۔ ہمارے نوجوانوں کو بگاڑ دیا اور ہمارے گروہ کو پراگندہ کر دیا پس ان کو ہمارے حوالے کر دے تاکہ ہم اپنے معاملات کو درست کریں حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ ہاں اے بادشاہ ہم نے انکی مخالفت ضرور کی۔ اللہ نے ہم میں سے ایک نبیؐ کو مبعوث کیا جس نے ہم کو حکمدیا کہ ہم خدا کے شریکوں کو چھوڑ دیں اور تیروں کے ذریعہ سے جو تقسیم ہوا کرتی تھی اسکو موقوف کر دیں۔ نیز ہم کو نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنیکا حکمدیا اور ظلم و جور کو۔ ناحق خونریزی کو زنا کو۔ سود خواری کو اور مردار و خون و سوٗر کا گوشت کھانے کو حرام قرار دیا۔ نیز ہم کو حکم دیا کہ ہم عدل و انصاف کریں۔ لوگوں کے ساتھ بسلوک پیش آئیں۔ عزیزوں کو اُن کے حقوق پہنچائیں۔ بدی سے۔ بیحیائی کی باتوں سے اور بغاوت سے باز رہیں۔ نجاشی نے یہ سُنکر کہا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بھی تو انہی احکام کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا۔ پھر نجاشی نے کہا کہ اے جعفرؓ تمہارے نبیؐ پر اللہ نے جو اپنا کلام نازل کیا ہے اُس میں سے کچھ تم کو یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا یاد ہے چنانچہ سورہ مریم پڑھکر سُنایا اور جب خدا تعالےٰ کے اس قول پر پہنچے۔ وَهُزِّيٓ إِلَيۡكِ بِجِذۡعِ ٱلنَّخۡلَةِ تُسَٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبٗا جَنِيّٗا ہ فَكُلِي وَٱشۡرَبِي وَقَرِّي عَيۡنٗاۚ (دیکھو صفحہ ۴۸۸ سطر ا) نجاشی نے یہ سُنا تو ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ واللہ یہ سب برحق ہے۔ عمرو ابن العاص نے پھر عرض کی کہ اے بادشاہ یہ ہمارا مخالف ہے۔ اسے ہمارے حوالے کر۔ نجاشی نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر عمرو کے مُنہ پر ایک تھپڑ مارا اور کہا خاموش رہ۔ خدا کی قسم اگر تو نے اس شخص کا حقارت سے ذکر کیا تو ضرور میں تیری جان نکال دونگا۔ عمرو ابن العاص دربار سے اس طرح اٹھ کر گیا کہ چہرے پر خون بہ رہا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اے بادشاہ اگر معاملہ یونہی ہے جیساکہ آپ فرماتے ہیں تو اچھا ہم ان سے کوئی تعرض نہ کرینگے۔ اُس وقت نجاشی کے پسِ پشت ایک لونڈی کھڑی تھی جو مگس رانی کر رہی تھی۔ اُس نے عمارہ ابن ولید کو دیکھا کہ یہ بہت ہی حسین جوان تھا تو اُس پر عاشق ہو گئی۔ جب عمرو عاص اپنے مکان پر لوٹ آیا تو عمارہ سے کہا کہ اگر تو بادشاہ کی لونڈی کو پیغام دے تو بہت ہی اچھا ہے۔ اُس نے پیغام دیا تو لونڈی نے اُس کے پیغام کا مناسب جواب دیا۔ عمرو عاص نے (عمارہ سے) کہا کہ اب تو اُس (لونڈی) سے یہ کہلا بھیج کہ بادشاہ کے استعمال کرنیکی خوشبو میں سے کچھ تجھے بھی بھیجدے۔ چنانچہ اُس نے کہلا بھیجا اور اُس نے کچھ خوشبو بھیجدی۔ عمرو نے وہ خوشبو خود لے لی اور چونکہ عمارہ کی طرف سے دل میں وہ کینہ رکھتا تھا کہ اُس نے اُسے سمندر میں پھینکدیا تھا۔ لہذا وہ خوشبو بادشاہ کے پاس تک پہنچائی اور عرض کی کہ اے بادشاہ جب ہم لوگ آپ کے شہر میں آگئے اور اُس میں امن سے ہیں تو ہم پر بادشاہ کا احترام اور اسکی اطاعت لازم ہے اور اُس احترام کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ ہم بادشاہ کے ساتھ کوئی دغا اور فریب نہ کریں اور کسی طرح کی خیانت کو دل میں جگہ نہ دیں۔ میرے اس ساتھی نے کہ اس وقت بھی میرے ساتھ ہے حضور کے حرم میں پیغام بھیجکر اُس

لونڈی کو دھوکا دیا اور اُس نے آپ کے استعمال کرنے کی خوشبوئیں سے کچھ اسکے پاس بھیجدی۔ یہ کہکر وہ خوشبو بادشاہ کے سامنے رکھدی۔ نجاشی کو سخت غصہ آیا پہلے تو اُس نے عمارہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا پھر یہ کہا کہ جو شخص ہمارے شہر اور ہماری امان میں آگیا اُس کا قتل تو کچھ مناسب نہیں لیکن جادوگروں کو بُلاکر حکم دیا کہ اس کے ساتھ کوئی ایسی کارروائی کرو جو قتل سے بھی زیادہ سخت ہو۔ چنانچہ اُن لوگوں نے اُسکو پکڑکر اُسکے عضو تناسل میں پھونک کے ذریعہ سے پارہ پہنچا دیا جس سے اُسکی یہ نوبت ہوئی کہ وہ صبح و شام جنگلی جانوروں کے ساتھ رہنے لگا اور آدمیوں کے ساتھ ذرا بھی اُنس نہ رکھتا تھا۔ قریش نے کچھ آدمی اُس پر مامور کئے کہ اُس کو پکڑیں چنانچہ وہ ایک ایسی جگہ گھات لگاکر بیٹھے جہاں جنگلی جانور پانی پینے آیا کرتے تھے اور اُسکو پکڑ لیا۔ وہ اُنکے ہاتھوں میں جب تک رہا ایسا ہی رہا گویا رَسّے تڑاتا ہے اور چیختا ہی رہا یہانتک کہ مرگیا۔ عمرو ابن العاص قریش کے پاس لوٹ کر آیا اور اُن کو یہ خبر پہنچائی کہ جعفرؑ سرزمین حبشہ میں بہت ہی عزت سے ہیں۔ چنانچہ حضرت جعفرؑ اسی طرح رہے یہانتک کہ قریش نے جناب رسولِ خدا سے لڑنیکے بعد مصالحت کی اور اُس کے بعد خیبر کی فتح واقع ہوئی اُس کے بعد جعفرؑ سب کو لیکر واپس آئے۔ اسی اثناء میں حضرت جعفرؑ طیار کے ہاں اسماء بنتِ عُمیس کے بطن سے عبداللہ ابنِ جعفرؑ پیدا ہوئے۔ اور نجاشی بادشاہِ حبشہ کے ہاں بھی ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اُس نے محمد رکھا تھا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۱۹۳

تفسیر قمی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ عثمان ابن مظعون کی زوجہ عائشہ کے پاس آئی۔ یہ بہت ہی خوبصورت عورت تھی۔ عائشہ نے کہا کیا بات ہے کہ میں تجھے سنگھار سے خالی پاتی ہوں۔ اُس نے کہا میں سنگھار کس کے لئے کروں۔ خدا کی قسم اتنی اتنی مدت ہوئی کہ میرے شوہر نے میری طرف رُخ بھی نہیں کیا۔ وہ تو زاہد بن گیا ہے۔ اُس نے کمل وغیرہ کے کپڑے پہن لئے ہیں۔ جناب رسولِ خدا جب تشریف لائے تو عائشہ نے حضرت کو اس بات کی خبر دی۔ حضرتؐ فوراً باہر نکلے اور حکم دیا کہ منادی کردو کہ آج نماز کے وقت سب لوگ حاضر ہوں۔ جب لوگ جمع ہوگئے آنحضرتؐ منبر پر تشریف لیگئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ اپنی ذات پر پاک چیزوں کو حرام قرار دے لیتے ہیں۔ میں خود رات کو سوتا بھی ہوں اور اپنی عورتوں سے قربت بھی کرتا ہوں اور دن میں کھانا بھی کھاتا ہوں پس جس شخص کو میری سنت سے نفرت ہو وہ میری اُمت سے نہیں ہے۔ یہ سُنکر یہ تینوں بزرگوار اٹھے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم تو اس بات پر حلف کرچکے کہ ان کاموں کو نہ کرینگے۔ اس پر خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ الخ (دیکھو صفحہ ۵۵ سطر ۵)

قول صاحب تفسیر صافی۔ اس قسم کے خطاب و عتاب سے اُس شخص کی شان میں جس سے خطاب کیا گیا ہو کوئی بٹہ نہیں لگتا جیسا کہ خدا تعالےٰ نے جناب رسولِ خدا سے فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ

اللّٰہ لَکَ ج یَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ ج وَاللّٰہُ مَوْلٰکُمْ ج وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (دیکھو صفحہ ۴۹۸ سطر ۲)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۱۹۵

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ہر پینے کی چیز جب وہ نشہ دے خمر ہو جاتی ہے اور جب اُس میں نشہ پیدا ہو گیا تو حرام ہونے میں اُس کا تھوڑا اور بہت برابر ہے اور قصہ اس کا یہ ہے کہ ابوبکر نے حرام ہونے سے پہلے خمر خوب پی اور جب اُس کا نشہ ہوا تو بدر میں جو مشرکین قتل ہو گئے تھے اُنکی تعریف میں شعر کہنے لگا۔ اور اُنکے احوال پر رونے لگا۔ آنحضرتؐ نے سُنا تو فرمایا کہ یا اللہ اسکی زبان بند کر دے اللہ نے اُسکی زبان بند کر دی جب تک نشہ رہا ایک لفظ بھی نہ بول سکا۔ اِس کے بعد خدا تعالےٰ نے اُسکی حرمت کا حکم بھیجدیا خمر کی حرمت کا حکم جس زمانہ میں مدینہ میں آیا ہے تو اُس زمانہ میں پختہ و خام خُرمے سے شراب بہت تیار ہوتی تھی جس کو فضیخ کہتے ہیں تو حکم آنیکے بعد جناب رسُولِ خدا شہر سے باہر نکلے اور ایک مسجد میں آکر بیٹھ گئے لوگوں کے برتن منگائے جن میں وہ نبیذ (شراب خُرما) تیار کیا کرتے تھے۔ اُن سب برتنوں کو اُلٹ دیا اور فرمایا کہ یہ سب خمر ہے اور اللہ نے اس کو حرام فرما دیا ہے۔ اُس دن جو کچھ پھینکا گیا اُس میں زیادہ فضیخ (قسم شراب) تھی۔ انگور کی شراب کا تو شاید فقط ایک ہی برتن تھا۔ اور وہ بھی اِس طرح کہ منقےٰ اور خُرما ملی ہوئی تھی انگور کا شیرہ تو اُس زمانے میں مدینہ میں ہوتا ہی نہ تھا۔ بہرحال خدا تعالیٰ نے خمر کو خواہ وہ تھوڑی ہو یا بہت اور اُسکے بیچنے اور خریدنے اور اُس سے نفع اُٹھانے کو سب باتوں کو حرام قرار دیدیا اور جناب رسُولِ خدا نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص شراب پیئے اُس کے کوڑے لگاؤ دوبارہ پیئے تو پھر لگاؤ تیسری مرتبہ پیئے تو پھر لگاؤ اور چوتھی مرتبہ پیئے تو اُس کو قتل کر دو۔ نیز یہ فرمایا کہ خدا تعالےٰ کے لئے حق حاصل ہے کہ خمر پینے والے کو زنا کرنے والی عورتوں کے اندام نہانی سے جو پیپ اور کچ لہو بہیگا اور جس کی بدبو اور حرارت سے اہلِ جہنم بھی ایذا پائینگے وہ پلائے۔ نیز جناب رسُولِ خدا نے فرمایا کہ جو شخص خمر پیئےگا تو پینے کے دن سے چالیسؓ دن تک اُس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر اُن چالیسؓ دن کے اندر بغیر توبہ کئے مرگیا تو خدا تعالےٰ اُس کو وہ پیپ اور کچ لہو پلائیگا جو زناکاروں کے اندامِ نہانی سے بہ بہ کر برسوں جہنم کی دیگوں میں جوش کھا چکا ہوگا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۱۹۵

قول صاحب تفسیر صافی۔ ازبسکہ ایمان اور تقویٰ کے بہت سے درجے اور منزلیں ہیں جیسا کہ ائمہ علیہم السلام سے وارد ہوا ہے تو بعید نہیں کہ اُن دونوں کا جو آیہ شریفہ میں مکرر ذکر ہوا ہے اُس سے غالباً انہی درجات اور منازل کی طرف اشارہ ہے چنانچہ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کے درجے ہیں۔ طبقے ہیں اور منزلیں ہیں۔ اُن میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ انتہا تک پورا ہو چکا ہے اور کوئی ایسا ہے کہ ناقص ہے اور اُس کا نقصان بھی ظاہر ہے اور کوئی ایسا ہے کہ بہت بڑھ گیا ہے اور اُسکا پلہ بھاری ہے۔

اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین مختلف منزلتوں پر ہیں بعض اُن میں سے ایک منزلت پر ہیں بعض دو منزلتوں پر بعض تین پر بعض چار پر بعض پانچ پر بعض چھ پر بعض سات پر۔ اب اگر تم ایک منزلت والے پر دو منزلت والے کا بار ڈالنا چاہو تو وہ نہ اٹھا سکیگا۔ اسی طرح دو والا تین کا بار نہ اٹھا سکیگا۔ آگے یہ سلسلہ اسی طرح چلا گیا۔ بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ اسی طرح درجے بھی ہیں مصباح الشریعۃ میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ تقوے تین طرح کا ہوتا ہے پہلے تقویٰ فی اللہ کہ یہ تقوے وہ ہے جس میں حلال کو بھی چھوڑ دیا جاتا ہے شبہ کا تو ذکر ہی کیا ہے یہ تو خاص الخاص لوگوں کا تقوے ہے (جیسے جناب رسولِ خدا اور جناب امیر المومنین نے کبھی گیہوں کا دانہ تک نہ کھایا) دوسرے تقوے من اللہ کہ اس میں شبہات تک کو چھوڑا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ حرام سے تو کلی اجتناب ہوگا یہ خاص لوگوں کا تقوے ہے تیسرے وہ تقوے ہے جو آتشِ جہنم اور عذاب کے خوف سے ہو اور اُس میں حرام سے اجتناب ہوتا ہے اور یہ عام لوگوں کا تقوے ہے اور تقوے کی مثال اُس پانی کی سی ہے جو کسی نہر میں جاری ہو اور ان تینوں طبقوں کی مثال جو تقوے کے معنی کے متعلق بیان کئے گئے اُن درختوں کی سی ہے جو نہر کے کنارے لگے ہوئے ہوں کہ ہر ایک کی قسم اور رنگ جداگانہ ہو۔ یعنی ہر درخت اُس نہر سے پانی تو ضرور چوس لیتا ہے مگر اپنے جوہر اور اپنی طبیعت اور لطافت اور کثافت کے موافق لیتا ہے۔ پھر ان درختوں سے اور ان کے پھلوں سے لوگوں کو منافعے بھی اُتنے ہی پہنچتے ہیں جیسی ان کی قدر و قیمت ہوتی ہے جیسا کہ خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ (دیکھو صفحہ ۹۶ سطر ۱۱) پس عبادتوں کے لئے تقویٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ درختوں کے لئے پانی اور جیسا کہ درختوں کا رنگ اور ذائقہ طبیعتوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے ایسے ہی تقوے کے درجے ایمان کے درجے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ جس شخص کا ایمان درجہ میں اعلےٰ ہے اور اُس کی روح کا جوہر صفائی میں سب سے بڑھا ہوا ہے وہ تقوے میں بھی سب سے اعلےٰ ہوگا۔ اور جس کا تقوے سب سے بڑھا ہوا ہوگا اُس کی عبادت بھی سب سے زیادہ خالص اور سب سے زیادہ ظاہر ہوگی۔ اور جو شخص ایسا ہوگا اُس کو قربِ خدا بھی سب سے زیادہ حاصل ہوگا اور ہر وہ عبادت جس کی بنا تقوے پر نہیں ہے محض بیکار ہے۔ جیسا کہ خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ (دیکھو صفحہ ۳۲۴ سطر ۶)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۱۹۶

التہذیب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ العدل سے مراد جناب رسولِ خدا ہیں اور بعد میں وہ امام جو خدا کے حکم سے اُن کا قائم مقام ہو۔ مسئلہ بتلانے کا حق انہی کو ہے اور ذَوَا عَدْلٍ یہی ہیں تو جس وقت تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ حکم جناب رسولِ خدا نے دیا ہے یا کسی امامِ برحق نے تو وہ تمہارے لئے کافی

ہے اور اُس سے زیادہ تم کو سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کے ذمے حالتِ احرام میں ھَدْیِ واجب ہو جائے اُسے اختیار ہے کہ جہاں جی چاہے اُسے نحر یا ذبح کرے سوائے اُس ھَدْیِ کے جو شکار کے عوض میں ہو کہ اُس کے بارے میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے ھَدْیًا بَالِغَ الْکَعْبَۃِ یعنی ایسا ھَدْیِ یا قربانی کعبہ پہنچائی جائیگی۔ نیز اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جس شخص کے ذمے کسی شکار کی وجہ سے جو اُس نے حالت احرام میں کیا ہو قربانی واجب ہو گئی ہو تو اگر وہ احرام حج کا تھا تو یہ قربانی جو اس کے ذمے واجب ہوئی ہے منےٰ میں نحر یا ذبح کی جائیگی اور اگر عمرہ کا احرام تھا تو وہ قربانی شہر مکہ میں کعبۃ اللہ کے سامنے نحر یا ذبح کیجائیگی۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص نے حالتِ احرام میں شتر مرغ یا گورخر کو شکار کر لیا تو اُس کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا اُس کے ذمے ایک بُدنہ (جوان اُونٹنی) کی قربانی ہے۔ جو پانچ برس کی پوری ہو کر چھٹے میں داخل ہو گئی ہو۔ عرض کیا گیا کہ اگر اتنی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادے اور کھانے میں ہر مسکین کو ایک مُد (تخمیناً تین پاؤ) وہ غلہ دینا چاہیے جو خود کھاتے ہوں۔ عرض کیا اگر اتنی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا اٹھارہ دن کے روزے رکھ رے۔ پھر دریافت کیا گیا کہ اگر کسی شخص نے حالتِ احرام میں ایک جنگلی گائے کا شکار کیا ہو؟ فرمایا اُس کے ذمے ہے کہ ایک گائے قربانی کرے۔ عرض کیا گیا کہ اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا تین ۳ مسکینوں کو کھانا کھلادے۔ عرض کیا گیا کہ اگر اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو؟ فرمایا تو نو ۹ دن کے روزے رکھے۔ کسی نے عرض کی اگر ہرن کو شکار کیا ہو تو اُس کے ذمے کیا ہے؟ فرمایا ایک بکرے کی قربانی کرنا۔ عرض کی اگر اُسے اتنی قدرت نہ ہو تو؟ فرمایا دس ۱۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ عرض کی گئی کہ اگر یہ بھی میسّر نہ ہو تو؟ فرمایا تو تین ۳ دن کے روزے رکھے۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۲۰۱

بروایت حضرت عمارؓ بن یاسر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ مائدہ جو نازل ہوا تھا اُس میں روٹیاں تھیں اور گوشت اور وجہ اسکی یہ تھی کہ اُن لوگوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے ایسے کھانے کی درخواست کی تھی جسے وہ کھائے جائیں اور ختم ہی نہ ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس پر اُن سے یہ کہدیا گیا تھا کہ مائدہ تمہارے لئے اُس وقت تک باقی رہیگا جب تک کہ تم اُس میں خیانت نہ کرو اور کچھ اُٹھاؤ اور چھپاؤ نہیں۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو میں تم کو عذاب دوں گا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ ایک دن بھی پورا نہیں گزرا کہ اُنہوں نے اُٹھایا بھی۔ چھپایا بھی اور خیانت بھی کی۔

حضرت سلمانِ فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ واللہ عیسےٰ علیہ السلام نہ تو کبھی کسی بُری بات کے پاس پھٹکے اور نہ کبھی کسی چیز کو غنیمت جانا۔ نہ کبھی وہ کھل کھلا کر ہنسے نہ کبھی کسی مکھی کو اپنے چہرۂ مبارک سے ہٹایا اور نہ کبھی کسی بدبودار چیز کے پاس اپنی ناک بند کی اور نہ کبھی کوئی عبث کام کیا۔ اور جس وقت

حواریوں نے اُن حضرتؑ سے یہ درخواست کی کہ آسمان سے اُن کے لئے مائدہ نازل ہو تو اُنہوں نے موٹے اُون کے کپڑے پہنے۔ گریہ فرمایا اور یہ عرض کی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً الخ (دیکھو صفحہ ۲۰۱ سطر ۵) چنانچہ ایک سُرخ ڈھکا ہوا خوان دو بادلوں کے مابین اُن کے دیکھتے دیکھتے سہج سہج اُترتا چلا آیا۔ یہانتک کہ اُن کے سامنے رکھا گیا۔ اُس وقت حضرت عیسٰے علیہ السلام نے پھر گریہ فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا یااللہ! مجھے شکر گزاروں میں محسوب کیجیو۔ یا اللہ! اسے رحمت قرار دیجیو۔ اور اسے عذاب وعقاب نہ قرار دیجیو۔ اُس وقت یہودی اسکی طرف دیکھ رہے تھے اور ایسی چیزوں کی طرف دیکھ رہے تھے جیسی اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہیں دیکھی تھیں اور اسکی خوشبو سے بہتر خوشبو اُنہوں نے کبھی نہیں سُونگھی تھی۔ اب جناب عیسٰے علیہ السلام کھڑے ہوئے۔ وضو فرمایا اور بڑی دیر تک نماز پڑھتے رہے۔ نماز سے فارغ ہو کر بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الرَّازِقِیْنَ فرماتے ہوئے اُس پر سے خوان پوش اٹھایا تو دیکا ایک دیکھتے کیا ہیں۔ کہ ایک بھُنی ہوئی مچھلی جس پر سے چھلکے اُترے ہوئے تھے موجود ہے اور اُس پر سے چکنائی کی دھار بہ رہی ہے۔ اُس کے سر کے پاس پسا ہوا نمک اور اُس کی دُم کے پاس سرکہ رکھا تھا۔ اور اس کے آس پاس کئی طرح کی سبزیاں سوائے گندنے کے رکھی تھیں۔ نیز پانچ روٹیاں تھیں کہ ایک پہ زیتون تھا دوسری پہ شہد۔ تیسری پہ مکھن۔ چوتھی پہ پنیر اور پانچویں پہ کباب۔ اُس وقت حضرت شمعونؑ نے عرض کی یا روح اللہ! آیا یہ کھانا دنیا کے کھانوں میں سے ہے یا آخرت کے کھانوں میں سے؟ حضرت عیسٰےؑ نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو نہ یہ دنیا کے کھانوں میں سے اور نہ آخرت کے کھانوں میں سے بلکہ یہ تو ایک ایسی چیز ہے جس کو خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسی وقت تیار فرما دیا ہے۔ چونکہ تم نے سوال کیا تھا اس لئے اسے کھاؤ۔ اللہ تعالےٰ تمہارے لئے اس میں برکت دیگا اور اپنے فضل سے تم کو روزی پہنچاتا رہیگا۔ اس پر حواریوں نے عرض کی۔ یا روح اللہ! اگر آج ہی آپ اسی معجزہ میں سے ایک اور معجزہ دکھلائیں (تو بہت ہی اچھا اور ہمارے اَور زیادہ یقین کا باعث ہو) حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مچھلی! حکم خدا سے زندہ ہو جا۔ مچھلی ایک دفعہ ہی تڑپی اور اس کے فلوس اور کانٹے وغیرہ اُس کے اُوپر بدستور آگئے اور لوگ اُس سے ڈر کر بھاگے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تمہیں یہ ہو کیا گیا ہے۔ تم خود ہی تو چیزوں کا سوال کرتے ہو اور جب وہ عطا کی جاتی ہیں تو اُن سے نفرت کرتے ہو اور بھاگتے ہو۔ مجھے تمہارے بارے میں اندیشہ ہے کہ کہیں تم کو عذاب نہ دیا جائے۔ اے مچھلی تو جیسی تھی حکم خدا سے پھر ویسی ہی ہو جا چنانچہ مچھلی ویسی ہی بھُنی ہوئی ہوگئی جیسی کہ تھی۔ اب وہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! آپ خود پہلے اس میں سے نوش فرمائیں پھر ہم بھی کھائیں گے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا خدا نہ کرے کہ میں اس میں سے کچھ بھی کھاؤں۔ یہ تو اُن لوگوں کو کھانا چاہیئے جنہوں نے اس کی درخواست کی تھی۔ اب تو وہ اس میں سے کھانے سے اَور بھی ڈرے۔ اُس وقت حضرت عیسٰے علیہ السلام نے بھوکوں کو۔ پرانے بیماروں کو۔ ننگے

بیماروں کو اور جو طرح طرح کی بلاؤں میں مبتلا تھے اُن کو بلایا اور اُن سے فرمایا کہ تم اس میں سے کھاؤ کہ یہ تمہارے لئے تو برکت و شفا ہے اور دوسروں کیلئے وبال ۔۔۔ چنانچہ اس میں سے تیرہ سو مردوں اور عورتوں نے جو فقیر و مریض و مبتلا تھے کھایا ۔ سب پیٹ بھر کے لگے ڈکاریں لینے ۔ پھر حضرت عیسٰیؑ نے مچھلی کی طرف دیکھا تو وہ جیسی آسمان سے اُتری تھی ویسی ہی ہو گئی اور خوان اُٹھتا ہوا چلا اور وہ اُسکی طرف دیکھتے رہے یہاں تک ۔ وہ اُنکی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا ۔ اُس دن جس بُرا نے سے نئے بیمار نے اس میں سے کھایا تھا وہ صحیح و تندرست ہو گیا اور جس فقیر و محتاج نے کھایا تھا وہ غنی ہو گیا ۔ اور مرتے دم تک غنی رہا ۔ اور حواری اور وہ لوگ جنہوں نے اس میں سے نہیں کھایا تھا ۔ بہت ہی نادم اور پشیمان ہوئے ۔ اس کے بعد مائدہ جب کبھی اُترتا تو اس پر امیر و فقیر اور چھوٹے اور بڑے سب ٹوٹ پڑتے ۔ عیسٰے علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو اُن کی باریاں مقرر کر دیں ۔ المختصر چالیس[؟] روز چاشت کے وقت اُترتا رہا ۔ جس وقت تک لوگ کھاتے رہتے وہ قائم رہتا اور جب لوگ فارغ ہو جاتے تو وہ بلند ہوتا چلا جاتا اور جب تک اُس کی پرچھائیں نظر آتی رہتی لوگ دیکھتے رہتے یہانتک کہ وہ اُن کی نظروں سے غائب ہو جاتا ۔ اور وہ ایک روز بیچ نازل ہوتا تھا یعنی ایک دن آتا تھا اور ایک دن نہیں ۔ پھر خدائےتعالےٰ نے عیسٰے علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میرے مائدہ کو محتاجوں اور فقیروں کے لئے مخصوص کر دو ۔ امیروں سے کچھ واسطہ نہیں ۔ یہ بات امرا کو ناگوار گزری ۔ اور اُنہوں نے شکایت کی ۔ اور اَور لوگوں نے بھی اُس کے بارے میں شکایت کی تو خدائےتعالےٰ نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میں نے جھٹلانے والوں کے بارے میں پہلے ہی یہ شرط کر لی تھی ۔ کہ جو لوگ اس کے نزول کے بعد اس کے بارے میں کفرانِ نعمت کرینگے تو اُن کو میں ایسا عذاب دونگا کہ تمام اہل عالم میں کسی کو ویسا عذاب نہ دیا ہوگا ۔ اُس وقت عیسٰی علیہ السلام نے عرض کی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (دیکھو صفحہ ۲۰۲ سطر ۷) چنانچہ اُن میں سے ۳۳۳ آدمی جو رات کے وقت اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی ازواج کے پاس اپنے اپنے بستروں پر لیٹے تھے صبح کو مسخ ہو کر سور بن گئے ۔ راستوں میں اور کوڑیوں پر دوڑتے پھرتے تھے اور مزبلوں پر پاخانہ کھاتے تھے ۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو روتے پیٹتے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے پاس آئے اور جو مسخ ہو گئے تھے اُن کے عزیز تو بہت ہی روتے پیٹتے تھے وہ تین دن زندہ رہے پھر ہلاک ہو گئے ۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۲۰۲

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور لوگ حساب کے لئے اکٹھے کئے جائیں گے تو اُس صاف میدان تک جہاں سب کو جمع ہونا ہے پہنچتے پہنچتے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں گی اور بڑے بڑے ہولناک منظر پیشِ نظر آئینگے ۔ جب سب پہنچ چکینگے تو منجانب عرش ایسی ایک آواز جسے سب سُنتے ہونگے پیدا ہوگی شخص جس کا نام لیکر پکارا جائیگا وہ حضرت محمدؐ ابن عبداللہ

النبی القرشی العربی ہونگے چنانچہ آنحضرتؐ آگے بڑھ کر عرش کی داہنی طرف جا کھڑے ہونگے پھر تمہارے آقا اور مولا کا نام لیکر پکارا جائیگا وہ آنحضرتؐ کی بائیں طرف جا کھڑے ہوں گے۔ پھر امت محمدیہ کو بلایا جائیگا اور وہ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کے بائیں ہاتھ سلسلہ وار جا کھڑے ہونگے پھر اول سے آخر تک ایک ایک نبی کو مع اُنکی اُمت کے بلایا جائیگا یہ سب عرش کے بائیں طرف کھڑے ہونگے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد روبکاری شروع ہوگی اول جس کو اظہار دینے کے لئے بلایا جائیگا وہ قلم ہوگا جو آدمی کی صورت میں آکر کھڑا ہوگا۔ منجانب اللہ اُس سے سوال کیا جائیگا کہ ہم نے جو الہام تجھ کو کیا تھا اور جو احکام بطریق وحی بھیجے تھے آیا اُن کو تو نے لوح میں لکھدیا تھا؟ قلم عرض کریگا کہ پروردگارا! تو خوب واقف ہے کہ بروئے وحی جو حکم تو نے مجھے دیا تھا اور جو الہام فرمایا تھا وہ سب میں نے لوح میں لکھدیا تھا۔ منجانب اللہ سوال ہوگا کہ تیری اس بات کا گواہ کون ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ خداوندا! تیرے اسرار پوشیدہ کا سوائے تیرے واقف کوئی نہیں اُس وقت منجانب اللہ آواز آئے گی کہ تو نے اپنی حجت کو پورا کردیا۔ اس کے بعد لوح کو طلب کیا جائیگا وہ بھی آدمی کی صورت میں حاضر ہوگی اور قلم کے پاس کھڑی ہو جائیگی۔ اُس سے سوال کیا جائیگا کہ آیا قلم نے ہمارا حکم اور ہمارا الہام جو کچھ اُس کو بذریعۂ وحی پہنچا تھا تجھ میں لکھا تھا۔ لوح عرض کریگی۔ پروردگارا! ضرور لکھا تھا اور میں نے اسرافیل کو پہنچا دیا تھا۔ پھر اسرافیل بلائے جائیں گے۔ یہ بھی آدمی کی صورت میں لوح و قلم کے برابر آکر کھڑے ہوں گے۔ ان سے خدا تعالےٰ دریافت فرمائیگا کہ آیا قلم نے جو وحی لوح میں لکھی تھی وہ لوح نے تم کو پہنچائی؟ وہ عرض کرینگے کہ خداوندا! ضرور پہنچائی اور وہ میں نے جبرئیلؑ کو پہنچادی۔ جبرئیلؑ طلب کئے جائیں گے جو اسرافیل کے برابر آکر کھڑے ہونگے اُن سے منجانب اللہ یہ سوال کیا جائیگا کہ آیا اسرافیل نے تم کو وہ حکم پہنچا دئے جو اُن کو پہنچے تھے؟ وہ عرض کرینگے کہ خداوندا! انہوں نے مجھے پہنچا دئے اور میں نے تیرے تمام انبیاء کو پہنچا دئے جو حکم بھی مجھے جس کی نسبت ملا اُسی کو پورا پہنچا دیا اور میں نے تیری رسالتیں ایک ایک نبی اور ایک ایک رسول کو پوری پوری پہنچائیں۔ اور تیری ہر وحی اور ہر شریعت اور ہر کتاب جس جس کو پہنچنی چاہیئے تھی اُسی کو پہنچائی اور سب سے آخر میں تیری رسالت۔ تیری وحی۔ تیری حکمت۔ تیرا علم اور تیری کتاب اور تیرا کلام تیرے حبیب محمدؐ ابن عبداللہ العربی القرشی الامی کو پہنچا دیا۔ یہاں تک پہنچکر جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اولاد آدمؑ میں سے جس شخص کو پہلے روبکاری کیلئے طلب کیا جائیگا وہ محمدؐ ابن عبداللہ ہونگے۔ اُن کو منزلت خاص عطا کی جائیگی۔ اُس دن کسی مخلوق کو خدا تعالےٰ سے وہ قرب حاصل نہ ہوگا جو آنحضرتؐ کو ہوگا خدا تعالےٰ دریافت فرمائیگا۔ کہ اے محمدؐ! آیا جبرئیلؑ امین نے وہ تمام وحی تم تک پہنچائی جو میں نے بھیجی تھی اور آیا اس کے ذریعے سے میری کتاب اور میری حکمت اور میرا علم تم تک پہنچا؟ جناب رسولؐ خدا عرض کریں گے پروردگارا! بیشک جو وحی اور جو کتاب اور حکمت اور علم تو نے جبرئیلؑ کے ذریعے سے بھیجا وہ سب اُنہوں نے مجھے

پہنچا دیا۔ اُس وقت خدا تعالےٰ آنحضرتؐ سے سوال کریگا کہ اچھا جبرئیلؑ نے جو میری کتاب اور میری حکمت اور میرا علم تم کو پہنچایا آیا تم نے وہ اپنی اُمّت کو پہنچا دیا؟ آنحضرت عرض کریں گے خداوندا! جو کچھ بھی تو نے بذریعہ وحی میری طرف بھیجا وہ تیری کتاب تھی تو اور تیری حکمت تھی تو اور تیرا علم تھا تو وہ سب کا سب میں نے اپنی اُمّت کو پہنچا دیا اور تیری راہ میں کوشش کی حد کردی اُس وقت خدا تعالےٰ آنحضرتؐ سے فرمائیگا کہ اس کا گواہ کون ہے؟ آنحضرت عرض کرینگے کہ پروردگارا! سب سے پہلا میرا گواہ تو ہے پھر تیرے فرشتے ہیں. پھر میری اُمّت کے نیک لوگ ہیں حالانکہ گواہی تیری ہی کافی ہے۔ اُس وقت فرشتے بلائے جائیں گے وہ سب آنحضرتؐ کی تبلیغِ رسالت کی شہادت دیں گے۔ پھر آنحضرتؐ کی اُمّت بلائی جائیگی اور اُن سے سوال کیا جائیگا کہ آیا محمدؐ مصطفےٰ نے ہماری رسالت ہماری کتاب ہماری حکمت اور ہمارا علم تم کو پہنچایا اور ان سب چیزوں کی تم کو تعلیم دی یا نہیں؟ چنانچہ وہ سب لوگ بھی آنحضرتؐ کے حق میں رسالت اور حکمت اور علم کے پہنچانے کی گواہی اور تعلیم کرنے کی گواہی دیں گے پھر خدا تعالےٰ آنحضرتؐ سے دریافت کریگا کہ آیا تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو اپنی اُمّت میں اپنا خلیفہ بنایا تھا جو میری حکمت اور میرے علم کو اُن میں قائم رکھے۔ اور میری کتاب کی اُنکے لئے تفسیر کرتا رہے اور جن جن باتوں میں وہ باہم اختلاف کریں اُن سب کو کھولکر بیان کرتا رہے اور وہ تمہارے بعد میری حجت اور زمین میں میرا خلیفہ ہو؟ آنحضرتؐ جواب دینگے کہ خداوندا! ضرور میں نے علی ابنِ ابیطالبؑ اپنے بھائی۔ اپنے وزیر۔ اپنے وصی اور اپنی اُمّت میں سے سب سے بہتر شخص کو اپنے پیچھے چھوڑا تھا اور اپنی زندگی میں اُن سب کے لئے اُسکو عَلَمِ ہدایت قائم کردیا تھا اور ان سب کو اُسکی اطاعت کی دعوت دی تھی اور اپنی اُمّت میں اُس کو اپنا خلیفہ اور ایسا امام مقرر کردیا تھا کہ میرے بعد قیامت تک تمام اُمّت خود اُسکی اور اُس کے بتلاتے ہوئے اماموں کی پیروی کرتی رہے۔ پھر علی ابنِ ابیطالبؑ طلب کئے جائینگے اور اُن سے دریافت کیا جائیگا کہ آیا جنابِ محمدؐ مصطفےٰ نے تمکو اپنا وصی بنایا اور تم کو اپنی اُمّت میں اپنا خلیفہ مقرر کیا اور تم کو اپنے ایامِ حیات میں اپنی اُمّت کے لئے بطور عَلَمِ ہدایت کے مقرر کیا اور آیا تم بعد اُنکے اُنکے قائم مقام ہوئے؟ اس وقت جناب علیؑ مرتضےٰ عرض کرینگے کہ خداوندا! جناب محمدؐ مصطفےٰ نے ضرور مجھے اپنا وصی بنایا اور اپنی اُمّت میں مجھ کو اپنا خلیفہ قرار دیا اور اپنی زندگی میں اُن سب کے لئے مجھے عَلَمِ ہدایت مقرر کیا۔ مگر جس وقت تو نے آنحضرتؐ کی روحِ مبارک قبض فرمائی اُمّت نے میرا انکار کیا میرے حق میں چالیں چلے مجھے کمزور کردیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ جن کو تو نے مؤخر فرمایا تھا اُن کو مجھ پر مقدم کردیا اور جن کو تو نے مقدم کیا تھا اُن کو مؤخر کردیا میری بات نہ سُنی۔ میرا کہنا نہ مانا پس میں بھی جب تک کہ اُنھوں نے مجھ کو قتل نہ کردیا تیری راہ میں اُن سے برابر لڑتا ہی رہا۔ اُس وقت علیؑ مرتضےٰ سے پھر دریافت کیا جائیگا کہ آیا تم نے اپنے بعد اُمّتِ محمدؐ مصطفےٰ میں کسی کو حجت اور زمین خدا کا خلیفہ مقرر کیا جو میرے بندوں کو میرے دین کی طرف اور میری راہ کی طرف بلاتا رہے؟ جنابِ علیؑ مرتضےٰ عرض کریں گے کہ

کہ خداوندا! میں نے اپنے بڑے بیٹے اور تیرے نبیؐ کی بیٹی کے بڑے بیٹے حسنؑ مجتبےٰ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اُس وقت حسنؑ مجتبےٰ بلائے جائینگے اور اُن سے ویسے ہی سوال ہونگے جیسے کہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے ہوچکے ہونگے پھر اُن کے بعد اور امام یکے بعد دیگرے بُلائے جائینگے اور اُنکے زمانے والے بھی بلائے جائینگے ائمہ علیہم السلام اپنی اپنی حجتیں پیش کریں گے خدا تعالے اُن کے عذر کو قبول فرمائیگا اور اُنکی حجتوں کو جائز رکھیگا (اور نہ ماننے والوں پر باقاعدہ جرم قائم ہو جائیگا) امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس وقت خدا تعالے فرمائیگا۔ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ (دیکھو صفحہ ۲۰۲ سطر ۴)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۵ متعلق صفحہ ۲۱۳

نیز دوسری آیت میں فرماتا ہے وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْہُ النَّھَارَ فَاِذَا ھُمْ مُّظْلِمُوْنَ (دیکھو صفحہ ۶۰ سطر ۸) نیز فرماتا ہے ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِھِمْ وَتَرَکَھُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ۔ (دیکھو صفحہ ۵ سطر ۹) مطلب یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا کی رُوح مبارک قبض فرمائی تو اُس کے بعد اندھیری پر اندھیری چھا گئی۔ اسی وجہ سے آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ کی فضیلت اُن لوگوں کو نہیں سوجھی۔ خدا تعالے نے کی اس آیت وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَا یَسْمَعُوْا وَتَرٰھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ٥ (دیکھو صفحہ ۲۷۹ سطر ۱۰) کا بھی یہی مطلب ہے)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۴ متعلق صفحہ ۲۱۷

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بصارت کو اتنی قوت عطا کر دی گئی تھی کہ وہ آسمانوں سے پار گزر جاتی تھی جو کچھ آسمانوں میں ہے اُسے بھی دیکھتی تھی عرش کو بھی دیکھتی تھی۔ اور جو کچھ عرش سے اُوپر ہے اُسکو بھی دیکھتی تھی۔ المناقب میں ہے کہ جابر ابن یزید جعفی نے اُنہی حضرت سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو حضرتؑ نے جابر کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا فرمایا اپنا سر اُٹھا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے سر جو اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ اُس مکان کی چھت ندارد ہوگئی اور میری نظر اُس سوراخ سے پار ایک نور پر پڑی اور اُس سے بھی گذر گئی۔ فرمایا بس اسی طرح ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت کو دیکھا تھا۔ پھر فرمایا کہ اب تو زمین کی طرف دیکھ پھر اپنا سر اُٹھا اب جو میں نے سر اُٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چھت جیسی پہلے تھی ویسی ہی موجود ہے۔ پھر حضرتؑ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے اُس گھر سے نکالا اور مجھے ایک کپڑا پہنا دیا اور فرمایا کہ اپنی دونوں آنکھیں ایک ساعت کے لئے بند کر لے پھر فرمایا اب تو ظلمات میں پہنچ گیا جسے ذوالقرنین نے دیکھا تھا۔ میں نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں تو میں وہاں کوئی چیز نہ دیکھ سکا پھر چند قدم اُٹھائے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اب تو آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچ گیا ہے جہاں خضر علیہ السلام نے پانی پیا تھا پھر ہم اُس عالم سے نکلے یہاں تک کہ ہم پانچ عالموں سے گزرے فرمایا کہ یہ سب ملکوت الارض میں داخل ہیں۔ پھر فرمایا کہ دونوں آنکھیں بند کر لے اور میرا ہاتھ حضرتؑ نے پکڑ لیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ہم اُسی مکان

میں آ گئے جس میں پہلے تھے اور وہ لباس جو مجھے پہنایا گیا تھا اُتروا لیا گیا۔ میں نے عرض کی قربان ہو جاؤں دن کا کتنا حصّہ گذرا ارشاد فرمایا فقط تین ساعت۔ کافی تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں کی اور زمین کی سلطنتیں دیکھیں تو ایک شخص کو زنا بھی کرتے دیکھا اس کے حق میں بددعا کی وہ مرگیا پھر دوسرے کو دیکھا اس کے لئے بھی بددعا کی وہ بھی مرگیا۔ پھر تین شخصوں کو دیکھا اُن کے لئے بھی بددعا کی وہ بھی مرگئے اُس وقت خدا تعالےٰ نے اُن کی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیمؑ دعا تو تمہاری مستجاب ہے مگر میرے بندوں کے لئے بددعا نہ کرو اس لئے کہ اگر مجھے تمہاری بددعا سے اُن کو مارنا منظور ہوتا تو میں سرے سے اُن کو پیدا ہی نہ کرتا۔ میں نے اپنی مخلوق جتنی پیدا کی ہے وہ تین قسم کی ہے۔ ایک قسم کے لوگ تو محض میری عبادت کرینگے کسی چیز کو میرا شریک قرار نہ دیں گے پس میں اُن کو ثواب دونگا۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہونگے جو مجھے چھوڑ کر اوروں ہی کی عبادت کیا کرینگے مگر میرے قابو سے تو کبھی باہر نہ جائینگے۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہونگے جو خود تو عبادت اوروں کی کیا کرینگے مگر اُنکی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرونگا جو میری ہی عبادت کیا کرینگے۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۲۲۱

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث طینت میں منقول ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ (دیکھو صفحہ ۲۲۱ سطر ۹) اس میں زندہ سے مراد وہ مومن ہے جس کی طینت کافر کی طینت سے نکلی ہو اور اُس مردہ سے مراد جو زندہ سے نکلا ہو وہ کافر ہے جس کی طینت مومن کی طینت سے برآمد ہوئی ہو۔ تفسیر قمی میں یہ فرمایا کہ اس آیت میں اَلْمَحَبَّتِ سے مراد وہ ہے جسے خدا نے دوست رکھا اور اَلنَّوٰی سے مراد وہ ہے جس کو حق سے دوری رہی۔ نیز تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اَلْمَحَبَّتِ سے مراد مومن ہے اور یہ خدا تعالےٰ کے اس قول سے ثابت ہے وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ (دیکھو صفحہ ۵۰ سطر ۲) اور اَلنَّوٰی سے مراد وہ کافر ہے جو حق سے دُور رہا اور اُس کو قبول نہ کیا۔

تمام شد ضمیمجات پارۂ ہفتم (۷)